International Journal of Indian Languages and Literature
A Peer-Reviewed Open Access Journal
ISSN : 3108-2254 IMPACT FACTOR : 4.25
Vol. 1, Issue 3 www.ijill.in April-June 2026

ترانہ ہندی کا شاعر اقبال

ڈاکٹر ناظم الدین منور
اسسٹنٹ پروفیسر
شعبۂ اردو
ستواہنہ یونیورسٹی، تلنگانہ، بھارت

خلاصہ

شاعر مشرق ڈاکٹر سر شیخ محمد اقبال اردو کے مشہور مفکر و فلسفی شاعر گذرے ہیں۔ انہوں نے اپنی اصلاحی، مقصدی اور پیامی شاعری کے ذریعے قومی یکجہتی، وطن سے محبت اور حرکت و عمل کے پیغام کو عام کیا۔ اور لوگوں میں اسلامی فکر پروان چڑھانے کے کوشش کی۔ اقبال نے اپنی شہرہ آفاق شاعری کے ذریعے تصور عشق، تصور خودی، مرد مومن، کامل انسان، عورت کا مقام اور تعلیم کی روح سے متعلق نظریے پیش کئے۔ اس طرح وہ اردو کے عظیم مفکر شاعر قرار پائے۔ اقبال کی شاعری کا ایک اہم پہلو قومی یکجہتی کو تصور ہے جو اُن کی شاعری میں اہمیت کا حامل ہے۔ اقبال نے ایک ایسے دور میں شاعری کی تھی جب کہ ہندوستان میں انگریزوں کے خلاف گاندھی جی اور دیگر قومی رہنمائوں کی قیادت میں جدو جہد آزادی کی تحریک چلائی جارہی تھی۔ اس تحریک میں اثر پیدا کرنے کے لئے اس دور کے شعرا اور ادیبوں نے بھی اپنی تحریروں کے ذریعے لوگوں میں آزادی کے حصول کے جذبے کو پروان چڑھایا تھا۔ انگریزوں نے ہندوستان میں پھوٹ ڈالو اور حکومت کرو کی پالیسی اختیار کر رکھی تھی ایسے ماحول میں ہندوستان میں قومی یکجہتی کا فروغ وقت کا اہم تقاضہ تھا اور اس تقاضے کو اقبال نے اپنی شاعری کے ذریعے بہت حد تک پورا کیا۔

اقبال کی شاعری میں موجود قومی یکجہتی کے عناصر پر نظر ڈالنے سے قبل آئیے دیکھیں کہ قومی یکجہتی کی تعریف کیا ہے۔ اور ہندوستان میں قومی یکجہتی کیوں ضروری ہے۔ ہندوستان کثرت میں وحدت والا ایک عظیم ملک ہے۔ یہاں کے پھیلے ہوئے جغرافیائی عوامل کے سبب

اسے بر صغیر کہتے ہیں۔ جب کثرت میں وحدت ہوجاتی ہے تو وہیں سے قومی یکجہتی کاعمل شروع ہوجاتا ہے۔ قومی یکجہتی کی اگر تعریف کی جائے تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ ”جب کسی ملک کے جغرافیائی حدود میں رہنے والے لوگ انفرادی طور پر علٰحیدہ شناخت رکھنے کے باوجود اجتماعی امور میں ہم خیال ہوجائیں اور آپسی اتحاد و اتفاق سے مل کر رہنے کا عہد کریں اور اس کا عملی نمونہ پیش کریں تو یہ قومی یکجہتی ہوگی“۔

قومی یکجہتی کا درس ہم اقبال کی شاعری سے ملتا ہے۔ آخری دم تک وہ اپنے وطن سے سچی اور گہری محبت کرتے رہے۔ اور ان کا پیغام یہی ہے کہ ہمیں اپنے ملک پر، اس کی بیش وقیمت ورثے پر، اس کی موجودہ ترقی اور شاندار مستقبل پر ناز ہو۔ مگر بد قسمتی سے ہمارا یہ قومی مشغلہ سا بن گیا ہے کہ اپنے ملک اور اپنے ہم وطنوں پر ملامت کرتے رہیں۔ وطن دوستی کا صحت مند جذبہ ہی قومی اتحاد کی بنیاد ہوتا ہے۔

ہندستان میں ہزاروں سال سے مختلف زبانیں اور طرح طرح کی بولیاں رائج رہی ہیں۔ اِس کے مختلف حصے اپنی آب و ہوا، رسم و رواج، لباس، رہن سہن اور طرزِ معاشرت کی رنگارنگی کے باعث ایک دوسرے سے بالکل جدا اورمتضاد حالات و کیفیات کے آئینہ دار رہے ہیں۔ لیکن اِن تمام نیرنگیوں کے باوجود ایک خاص مشرقی شان اور تمدنی آن ساری دنیا میں شروع سے ہی جلوہ گررہی ہے ۔ ہندستان میں فکر و خیال کی ہم آہنگی پیدا کرنے کے لیے پہلے سنسکرت اُس کے بعد پالی اور پھر اُردو زبان نے پالی زبان کی جانشین بن کر بہت ہی اہم کردار نبھایا ۔ یہاں کے رہنے بسنے والوں کو خواہ وہ نسل کے لحاظ سے دراوڑی ہوں یا آریائی، ہند چینی ہوں یا مونڈا سبھی کوایک رشتے میں پرودیا۔ یہاں تک کہ اس وسیع ملک کے گوشے گوشے میں پہنچ کر وہاں کی زبانوں پر اثر انداز ہوئی اور خود بھی اُن کا اثر قبول کیا ۔

تاریخ میں کوئی دور ایسا نظر نہیں آتا جہاں قومی یک جہتی کے نقوش موجود نہ رہے ہوں۔ چاہے وہ قطب شاہی عہد ہو کہ عادل شاہی، مغلیہ عہدِ حکومت ہو کہ آزاد ہندوستان کی جمہوریت، حتیٰ کہ قدیم دراوڑی اور آریائی اَدوار میں بھی ہمیں کچھ ایسے سماجی و تہذیبی نقوش ملتے ہیں جہاں مشترکہ

تہذیب، ہم آہنگی اور مختلف گُروہوں میں یک جہتی بنائے ہوئے نظر آتے ہیں۔ وادیِ سندھ کی تہذیب کے زمانے میں بھی لباس، رہن سہن، معاشرہ اور دیوی دیوتاؤں کی پرستش قدرِ مشترک کی حیثیت رکھتی تھیں اور قومی یک جہتی کی علامت سمجھی جاتی تھیں۔ اسی طرح ہندوستان میں مسلمانوں کی آمدکے بعد جو معاشرہ وجود میں آیا تھا اُس میں مقامی اثرات، فاتحین کی تہذیب میں اس طرح مل گئے کہ ہندوستان کی سرزمین پر ایک نئی گنگا جمنی تہذیب نے جنم لیا۔ اسی تہذیب کا ایک زندہ نقش وہ زبان ہے جسے ہم اُردو کہتے ہیں۔

ڈاکٹر سید محی الدین قادری زورؔ کا کہنا ہے کہ: اُردو زبان کا آغاز و اِرتقا، ہندوستان کی مشترکہ تہذیب کی زندہ مثال ہے۔

قومی یکجہتی کے معنی قوم کا متحد ہونا اور آپسی رنجشیں مٹا کر باہمی اتفاق قائم کرنا ہوتے ہیں۔ اس طرح یکجہتی کے لغوی معنی اتحاد و اتفاق کے ہیں، وطن کی ترقی، طاقت اور امن و آشتی قائم کرنے میں اتحاد کی بنیادی حیثیت ہے۔ انسان فطری طور پر اپنی مٹی سے بیحد پیار کرتا ہے اس کے اندر حب الوطنی کا جذبہ فطرتاً ہوتا ہے۔ ہندوستان ایک عظیم ملک ہے یہاں مختلف مذاہب، تہذیب، ثقافت، زبان و معاشرہ کا گہوارہ ہے۔ اردو شاعری میں قومی یکجہتی کے تعلق سے ولولہ انگیز جذبہ ہمیں کئی شاعروں کے یہاں ملتا ہے۔

سر زمینِ ہند کی گوناگوں خصوصیات، حالات اور تاریخ پر نظر دوڑائیں تو یہ اندازہ ہوتا ہے کہ صوفیائے کرام اور صوفیانہ مزاج کے حامل شعراء و ادیبوں نے نہ صرف اُردو زبان و ادب کی ترقی و ترویج میں اہم رول ادا کیا بلکہ اپنے کلام و پیام کے ذریعے قومی یکجہتی کو بھی فروغ دیا ہے۔
ہندوستانی تہذیب کا ضمیر شروع ہی سے سیکولر کردار کا حاصل رہا ہے۔ جب مسلمان بادشاہ اور درویش ہندوستان میں پُر خطر اور دشوار گذار راستوں لق و دق بیانوں کو طئے کرکے اپنے مقامات پر پہنچے، جہاں کوئی اسلام اور مسلمان کے نام سے بھی واقف نہ تھا۔ جہاں پر ہر چیز اجنبی اور ہر بات ان کی طبیعت کے مخالف تھی۔ پہلے سے ہی جہاں کئی زبانیں، اقوام اور مختلف انسل کے لوگ آباد تھے۔ مسلمان سلاطین نے یہ خوب جان لیا کہ مضبوط حکومت کی بنیاد اتحاد ہی میں ہے۔ اسی لیے انھوں نے حکومت کی بنیاد سیکولر اصولوں پر رکھی۔ بے شک عوام میں مذہب کا بول بالا رہا

لیکن حکومت مذہبی نہیں رہی اور سب کو مذہبی آزادی حاصل تھی۔ سماج مینمذہبی رواداری پھیلی ہوئی تھی۔

ان حالات میں صوفیائے کرام نے رشد وہدایت کے لیے ایک ایسی زبان کا سہارا لیا جو اس وقت تقریباً سارے ہندوستان میں بولی جاتی تھی اور وہ زبان تھی اُردو۔ چناں چہ جتنے صو فیا تھے انھوں نے یہ زبان سیکھی تاکہ اپنا پیغام عوام تک پہنچا سکیں۔ کیوں کہ وہ جانتے تھے کہ ہم خیالی پیدا کرنے کے لیے ہم زبان لازم ہے اور لفظ ہی ترسیل و اظہار کا ذریعہ ہیں۔ لفظ حقیقت اور صداقت کے اظہار کے لیے تھا۔ اس لیے مقدس تھا۔ بولے جانے والے الفاظ نے جب تحریک کی شکل لی تو ادب کا آغاز ہوا۔

اُردو ادب کا بیشتر سرمایہ شاعری پر مشتمل ہیں۔ اُردو شاعری اُردو نثر سے پہلے ارتقاء پذیر ہوئی اس لیے قومی یکجہتی کے اثرات سب سے زیادہ شاعری میں نمایاں ہیں۔ کسی بھی ملک اور قوم کی ترقی اور بقاء کے لئے قومی یکجہتی کا ہونا ضروری ہے۔ اگر لوگوں میں یکجہتی نہ ہو تو ملک کمزور ہو سکتا ہے۔ ہندوستان میں قومی یکجہتی کو پروان چڑھانے کے لئے ایک طاقتور ذریعے کی ضرورت تھی۔ اور یہ کام اردو زبان نے کیا۔ کیونکہ اردو بہ حیثیت زبان ملک کے طول و عرض میں بولی اور سمجھی جاتی ہے۔ چنانچہ ہمارے شعرا اور ادیبوں اور خود حکو مت اور عوام نے اردو کو قومی یکجہتی کو پروان چڑھانے میں استعمال کیا۔ اردو ایک ہندوستانی زبان ہے، اور قومی یکجہتی کی علمبردار زبان ہے۔

ہندوستان میں ۱۹۶۱ ؁ء میں قومی یکجہتی سمینار ہوا تھا۔ اس سمینار میں قومی یکجہتی کی تعریف اس طرح کی گئی۔ ”قومی یکجہتی ایک ایسا نفسیاتی عمل ہے جس سے اتفاق اور جذباتی ہم آہنگی کے خیالات لوگوں کے دلوں میں پیدا ہوتے ہیں۔ اور ملک سے وفاداری اور مشترکہ شہریت کا عمل پیدا ہوتا ہے۔“ (بحوالہ مضمون ”قومی یکجہتی اور اردو شاعری ازڈاکٹر بانو سرتاج“ مشمولہ کتاب۔ اردو شاعری اور قومی یکجہتی۔ از ڈاکٹر بانو سرتاج۔ ص۔۱۲۲۔الہ آباد۔ ۲۰۰۴ ؁ء۔ کسی بھی ملک اور قوم کی ترقی اور بقاء کے لئے قومی یکجہتی کا ہونا ضروری ہے۔ اگر لوگوں میں یکجہتی نہ ہو تو ملک کمزور ہو سکتا ہے۔ قومی یکجہتی کے ضمن میں جو عناصر اتحاد کو توڑنے کا سبب بنتے ہیں۔ ان میں فرقہ واریت، ذات پات کی تفریق، علاقائی اور لسانی اختلافات اہم ہیں۔ ہندوستان میں قومی

یکجہتی کو پروان چڑھانے کے لئے ایک طاقتور ذریعے کی ضرورت تھی۔ اور یہ کام اردو زبان نے کیا۔ کیونکہ اردو بہ حیثیت زبان ملک کے طول و عرض میں بولی اور سمجھی جاتی ہے۔ چنانچہ ہمارے شعرا اور ادیبوں اور خود حکو مت اور عوام نے اردو کو قومی یکجہتی کو پروان چڑھانے میں استعمال کیا۔ اردو ایک ہندوستانی زبان ہے۔ اور قومی یکجہتی کی علمبردار زبان ہے۔

اقبال کی شاعری میں قومی یکجہتی کی اعلی مثال ان کی نظم ترانۂ ہندی ہے۔ کسی بھی ملک کو اپنی قومی نشانی کے لئے ایک ایسے ترانے اور نغمے کی ضرورت ہوتی ہے جو سارے ملک کے لوگوں کو جذباتی طور پر ایک وحدت میں پرو دے۔ جدجہد آذادی کی تحریک میں جہاں کہیں سیاسی جلسے ہوتے تھے وہاں قومی ترانے کے طور اقبال کا یہ ترانہ گایا جاتا تھا۔ اور آزادی کے بعد بھی ہندوستان میں قومی اتحاد کے اظہار کے لئے اور وطن پرستی کے جذبے کو اُبھارنے کے لئے اقبال کے اسی ترانہ ہندی کو گایا جاتا ہے۔ ترانہ کے آغاز میں ہی اقبال نے یہ کہہ کر کہ

سارے جہاں سے ا چھا ہندوستاں ہمارا

اپنی قومی شاعری کے اس دور میں اقبال نے حب وطن قومی یکجہتی اور اتحاد کا پرچار اس بلند آہنگی سے کیا کہ نہ صرف ملک کے ذی شعور افراد٬ بلکہ عوام الناس بھی حب وطن کے جذبہ کی کسک اپنے دلوں میں محسوس کرنے لگے اور اس طرح اقبالؔ بحیثیت ایک قومی شاعر ہندوستان کی تحریک آزادی کے نقیب اول کے طور پر ابھر آئے۔

کثرت میں وحدت اور نیرنگی میں یک رنگی والے اس عظیم ملک کی تعریف کردی۔ اور اسے گلستاں کہتے ہوئے دنیا کے تمام ممالک سے بہتر قرار دیا۔ جب لوگوں کو اپنا ملک اچھا لگے تو ہو اس کی حفاظت اور اس کی ترقی کے لئے آگے آئیں گے۔ ترانے میں ہندوستان کی عظمت بیان کرنے کے بعد اقبال اس ملک کے لوگوں کو مذہب کے نام پر اختلاف کرنے سے روکتے ہوئے کہتے ہیں۔

ہندی ہیں ہم وطن ہیں ہندوستاں ہمارا مذہب نہیں سکھاتا آپس میں بیر رکھنا

اگرچہ اقبال نے اپنی شاعری کے اس دور میں ہندو مسلم اتحاد و یگانگت کے موضوع پر متذکرہ بالا سب ہی نظمیں کہی ہیں لیکن ان ساری نظموں میں ان کی نظم نیا شوالہ کی سب سے بڑ ی خصوصیت٬ جو اس نظم کو ان کی دیگر نظموں سے ممتاز کرتی ہے وہ اس کی زبان ہے اس نظم میں

انھوں نے ہندی ہی نہیں بلکہ سنسکرت آمیز الفاظ کا بڑ ی خوبصورتی کے ساتھ استعمال کیا ہے۔ اقبال کی شاعری میں اگر قومی یکجہتی کا نچوڑ دیکھنا ہو تو وہ اس شعر میں مل جاتا ہے۔ یہ شعر ان کے کلام میں قومی یکجہتی کا نمائندہ شعر ہے۔ انگریزوں نے ہندوستا ن میں مذہب کے نام پر ہندوئوں اور مسلمانوں میں اختلاف پیدا کرنے کی جو سازش کی تھی۔ اسے ہمیشہ کے لئے دور کرنے کے لئے اقبال کہتے ہیں کہ تمام مذاہب ایک دوسرے کا احترام کرنا سکھاتے ہیں۔ ہم ہندو یا مسلمان نہیں بلکہ وطن عزیز ہندوستان کے شہری ہیں۔ اقبال نے یہ کہتے ہوئے کہ ہم ہندی ہیں اور ہمارا وطن ہندوستا ن ہے ان تمام فرقہ پرستوں کو منہ توڑ جواب دیا ہے جو اس ملک میں مسلمانوں کی وطن پرستی کے جذبے پر شک کرتے ہیں۔ جبکہ تاریخ گواہ ہے کہ اس ملک کو جب بھی ضرورت پڑی مسلمانوں نے اپنا خون بہاکر اور اپنی جانیں گنوا کر اس کی حفاظت کی ہے۔ قوم پرست اور وطن پرست اقبال جذبہ حب الوطنی سے سرشار نظم ”ہندوستانی بچوں کا قومی گیت“ پیش کرتے ہیں۔ نظم کے پہلے بند میں اقبال کہتے ہیں۔

نانک نے جس چمن میں وحدت کا گیت گایا چشتی نے جس زمیں میں پیغام حق سنایا
جس نے حجازیوں سے دشتِ عرب چھڑایا تاتاریوں نے جس کو اپنا وطن بنایا
میرا وطن وہی ہے میرا وطن وہی ہے

اس نظم میں بھی اقبال نے ہندوستان کی تعریف کرتے ہوئے لوگوں میں اپنے وطن سے محبت کے جذبے کو پروان چڑھایا۔ ترانہ ہندی میں اقبال نے ہندوستان کو سارے جہاں سے اچھا قرار دیا تھا۔ اور اس نظم میں ہندوستان سارے جہاں سے کیو ں اچھا ہے اس کی مثالیں دی گئی ہیں۔ یونان ترک میرِ عرب کا ذکر کرتے ہوئے اقبال نے ہندوستان کی تعریف عالمی سطح پر کردی۔ یہ نظم بچوں کے لئے لکھی گئی۔ اقبال کو یہ احساس تھا کہ بچوں میں ان کے سیکھنے کے زمانے میں ہی وطن سے محبت کا جذبہ پیدا کرنا چاہئے۔ جس سے ایک وطن کی ترقی کے لئے تیا ر رہنے والا ایک بہتر معاشرہ تشکیل پا سکتا ہے۔ اقبال کی وطن سے محبت پر مبنی ایک اور نظم ”نیا شوالہ“ ہے۔ اس نظم میں اقبال کی وطن پرستی اپنی معراج کو جا پہونچتی ہے۔ اور وہ برہمن اور واعظ سے تنگ آکر وطن کو ہی عباد ت خانہ قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ اقبال کہتے ہیں

International Journal of Indian Languages and Literature
A Peer-Reviewed Open Access Journal
ISSN : 3108-2254 IMPACT FACTOR : 4.25
Vol. 1, Issue 3 www.ijill.in April-June 2026

خاکِ وطن کا مجھ کو ہر ذرہ دیوتا ہے پتھر کی مورتوں میں سمجھا ہے تو خدا ہے

انسان وطن کی ہر چیز سے محبت کرنے لگے تو وہ یہا ں رہنے والے لوگوں سے بھی بلا لحاظ مذہب و ملت ذات پات رنگ و نسل محبت کرے گا۔ لوگوں میں اختلافات ختم ہوں گے۔ اور ہندو مسلم سے اوپر اُٹھ کر لوگ انسانیت کے مذہب کو اختیار کریں گے۔ لوگوں میں محبت کے جذبے کو پروان چڑھانے پر زور دیتے ہوئے اقبال نظم کے آخر میں کہتے ہیں۔

بچھڑوں کو پھر ملادیں نقش دوئی مٹادیں آغیرت کے پردے اک بار پھر اُٹھادیں

آ اک نیا شوالہ اس دیس میں بسا دیں سونی پڑی ہوئی ہے مدت سے دل کی بستی

دھرتی کے باسیوں کی مکتی پریت میں ہے

اس نظم میں اقبال نے ہندی الفاظ استعمال کرتے ہوئے بھی زبان کے معاملے میں قومی یکجہتی کا ثبوت دیا ہے۔ اقبال نے منتر اور پجاری جیسے الفاظ استعمال کرتے ہوئے قومی یکجہتی کے اپنے پیغام کو پُر اثر بنایا۔ اقبال نے اپنے کلا م میں گوتم کو بھی یاد کیا اور رام کو بھی۔ وہ رام کو امام ہند قرار دیتے ہوئے کہتے ہیں۔

اہل نظر سمجھتے ہیں اس کو امام ہند ہے رام کے وجود پہ ہندوستان کو ناز

اقبال کو ہندوستان میں سر تیج بہادر، رابندر ناتھ ٹیگور، مہاتما گاندھی، جواہر لال نہرو، سبھاش چندر بوس اور دوسرے مفکرین نے قدر کی نگار سے دیکھا۔ اقبال کے جذبۂ قومی یکجہتی کو خراج پیش کرتے ہوئے ہندوستان کے سابق وزیر اعظم اور اردو کے ایک اچھے انشا پرداز اندر کمار گجرال لکھتے ہیں:

اقبال ایک بہت بڑے انسان دوست، محب وطن اور وسیع المشرب مفکر تھے۔ ان پر تنگ نظری کا الزام تراشنا یا تو ان کے کلام سے مطلق ناآشنائی کا نتیجہ ہے۔ یا ایسا الزام دینے والوں کی اپنی تنگ نظری کی دلیل۔ اقبال نے ہندوستان کی عظیم فکری میراث سے فیضان حاصل کیا۔ اور اپنی تخلیقی اور فن کارانہ صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر اس میں اہم اضافے کئے۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ وہ ہندوستانی تمدن اور شعور کو ایک مسلسل اور تغیر پذیر ارتقائی عمل سمجھتے تھے۔ اسے جمود اور کٹر پن کا اسیر کردینا انہیں قبول نہ تھا۔

International Journal of Indian Languages and Literature
A Peer-Reviewed Open Access Journal
ISSN : 3108-2254 IMPACT FACTOR : 4.25
Vol. 1, Issue 3 www.ijill.in April-June 2026

ساتھ ہی ساتھ ان کا حب وطن بھی کوئی الگ تھلگ اور محدود چیز نہ تھا۔ بلکہ پورے عالم انسانیت سے بھر پور محبت کے جذبے کاہی ایک حصہ تھا۔ وہ پوری دنیا کو عزت وآبرو آزادی و سر بلندی اور ترقی کا گھوارہ بنانا چاہتے تھے۔ اور یہی ان کے نزدیک فطرت کا منشا بھی تھا۔ (اندر کمار گجرال۔مضمون افکار اقبال۔مشمولہ ہما اردو ڈائجسٹ اکتوبر ۱۹۷۶ ء ص ۔۲۷۔۲۸)

آزادی کے ایک عرصے بعد آج پھر اقبال کو ہندوستانی شاعر مانا جانے لگا ہے۔ ہندوستان اور پاکستان اور عالمی سطح پر اقبال صدی تقاریب منائی گئیں۔ اور پیام اقبال کو عام کیا گیا۔ اور یہ سلسلہ جاری ہے۔ اقبال کی شاعری سے فیضیاب ہونا آنے والی قوموں کی ذمہ داری ہے۔ اقبال کا نظریہ قومی یکجہتی واضح ہے۔ کسی شاعر کا ایک گیت ہی ساری قوم میں اتحاد پیدا کرسکتا ہے۔ اور وہ گیت اقبال کا ترانہ ہندی ہے۔ اگر اقبال کے نظریہ قومی یکجہتی سے کام نہیں لیا گیا۔ اور لوگ مذہب‘ زبان‘ تہذیب اور کلچر کے نام پر آپس میں لڑتے رہیں۔ تو ان کی ترقی ممکن نہیں اور اقبال ہی کی زبان میں کہنا پڑے گا۔

تمہاری داستان تک نہ ہوگی داستانوں میں نا سمجھو گے تو مٹ جاوگے اے ہندوستان والو

اقبال نے اپنے شاعری کے دوسرے دور میں قومی یکجہتی اوراتحاد کو اپنے شاعری میں پرویا ہے اور انھوں نے اتحاد بشری، ہم آہنگی اور قوموں کی امن و شانتی پر زور دیا ہے۔ اقبال کے یہاں اگرچہ بعد میں قومیت کے عقیدے سے انحراف ملتاہے لیکن وطن کی محبت میں کبھی کمی نہیں آئی۔ حب الوطنی کا گہرا جذبہ جھلکتا ہے جو ”جاوید نامہ“ میں موجود ہے۔ اقبال کا ایمان تھا کہ اپنے وطن سے غداری سب سے زیادہ گھنونا جرم ہے۔ اسی لیے کہاجاتاہے اقبال نے اپنی قومی شاعری کے تحت جن شعری تخلیقات کو موضوع بحث بنایا ہے ان کا تعلق براہ راست ہندوستان کی جغرافیائی وحدت‘ یہاں کی اُس دور کی سیاسی صورت حال اور اس کے پیش نظر اُن دنوں عوام کو در پیش مسائل سے تھا۔لیکن انہوں نے بعض ایسی نظمیں بھی کہی ہیں جو اگرچہ راست طور پر ہندوستانی سیاست سے متعلق تو نہیں کہی جا سکتی لیکن ان نظموں میں بھی ہمیں اس ہندوستانی عنصر کی کارفرمائی ملتی ہے جو اس ملک کے یکجہتی پسند مزاج کی نمائندگی کرتا ہے گویا ایک اعتبار سے اقبال کی یہ

International Journal of Indian Languages and Literature
A Peer-Reviewed Open Access Journal
ISSN : 3108-2254 IMPACT FACTOR : 4.25
IJILL
Vol. 1, Issue 3 www.ijill.in April-June 2026

نظمیں قدیم ہندوستانی تہذیب کی بار یافت کی حیثیت رکھتی ہیں اور ان فکری اور تہذیبی اقدار کی نشاندہی کرتی ہیں جو اقبال کے لئے ایک متاع عزیز کا درجہ رکھتی ہیں۔

قومی یکجہتی کا درس ہم اقبال کی شاعری سے ملتا ہے۔ آخری دم تک وہ اپنے وطن سے سچی اور گہری محبت کرتے رہے۔ اور ان کا پیغام یہی ہے کہ ہمیں اپنے ملک پر اس کی بیش وقیمت ورثے پر اس کی موجودہ ترقی اور شاندار مستقبل پر ناز ہو ۔مگر بد قسمتی سے ہمارا یہ قومی مشغلہ سا بن گیا ہے کہ اپنے ملک اور اپنے ہم وطنوں پر ملامت کرتے رہیں۔ وطن دوستی کا صحت مند جذبہ ہی قومی اتحاد کی بنیاد ہوتا ہے۔ اقبال کا کلام ہمیں اپنے ملک کے ہر مذہب اور ہر عقیدے کی بنیادی تعلیمات اور اساسی عقائد کوسمجھنے اور ان کی قدر کو پہچاننے کی کوشش کرنی چاہیے۔

الغرض اردو ادب کاسب سے اہم اور سب سے نمایاں موضوع انسانی یگانگت اور قومی یکجہتی رہاہے اور ہردور میں انسان کی افضلیت، اس کی قدر و منزلت اور اس کے باہمی روابط میں حسن و خیر کے پہلوؤں کی تلاش کو اردو کے شاعروں اورادیبوں نے اپنا خاص موضوع بنایاہے۔ اس سے ہم اس نتیجہ تک پہنچنے میں خود کو حق بجانب سمجھتے ہیں کہ آغاز سے دورِ جدید تک اردوادب میں سب سے زیادہ غالب توانا اور ہمہ گیررجحان اگر کوئی رہاہے تو وہ انسان دوستی قومی یکجہتی اور جذبۂ اظہارِ یگانگت کارحجان ہے اور ا س معاملہ میں اردوادب کے سرمایہ پر ہم بجا طور پر فخر کرسکتے ہیں اور بین الاقوامی ادب کے روبرو اسے پورے اعتماد کے ساتھ پیش کرسکتے ہیں۔ اس کے ذریعے ساری دنیا کو ایک مرکز پر مرکوز کرسکتے ہیں۔